AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

مسندِ حارثی کے رجال پر ائمہ جرح وتعدیل کے اشکالات اور ان کے جوابات: ایک تحقیقی جائزہ

The Criticisms of the Hadith Scholars on the Narrators of Musnad al-Hārithī and Their Responses

Hafiz Farrukh Mushtaq
PhD Scholar (Islamic Studies), Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.
farrukhaas@gmail.com
Dr. Hafiz Irfanullah
PhD Supervisor, Lahore Garrison University, Lahore; Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore
irfanullah@lgu.edu.pk

Abstract

This research examines the narrators of Musnad al-Imām al-Aʿẓam compiled by al-Ḥārithī, focusing on the critical evaluations of hadith scholars regarding their reliability. The Musnad holds a significant position among the early sources that transmit the narrations of Imām Abū Ḥanīfa; however, several narrators within its chains have been subject to severe criticism. Some were accused of fabricating hadiths, lying, or having weak memory, while others were regarded as truthful and trustworthy. The study begins with an overview of the science of al-jarḥ wa al-taʿdīl (criticism and accreditation of narrators), followed by an introduction to al-Ḥārithī and his Musnad. It then investigates in detail the major controversial narrators such as Aḥmad b. ʿAbd Allāh al-Kindī, Yūnus b. Bukayr, ʿAbd Allāh b. Wāqid al-Ḥarrānī, Shuʿayb b. Ayyūb, Nuʿaym b. Ḥammād, Abū Muqātil Ḥafṣ b. Sulaym, and Muqātil b. Sulaymān. The study presents the statements of hadith critics, analyzes the causes of their judgments, and provides scholarly responses to these objections. The findings indicate that while some reports in the Musnad are weak or unreliable, a considerable portion is transmitted through trustworthy narrators and thus remains valid for use. This research highlights the methodological differences among the hadith critics and concludes that the acceptance or rejection of narrators requires a detailed, case-by-case evaluation rather than sweeping generalizations.

Keywords
Musnad al-Imām al-Aʿẓam; al-Ḥārithī; Abū Ḥanīfa; hadith criticism; narrator reliability; al-jarḥ wa al-taʿdīl; Islamic scholarship

فنِ اسماء الرجال اور جرح وتعدیل کی اہمیت وضرورت

اسلام کو تمام مذاہب میں یہ منفرد شرف حاصل ہے کہ اس کی تعلیمات، خواہ وہ قرآن سے متعلق ہوں یا سنت سے، بغیر کسی تحریف اور تبدیلی کے محفوظ حالت میں موجود ہیں۔ یہ حفاظت نہ صرف قرآن کی ہے جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اٹھائی ہے، بلکہ سنت نبوی

ﷺ کی بھی ہے، جسے اللہ نے ایسے محققین کے ذریعے محفوظ فرمایا جنہوں نے حدیث کی حفاظت کے لیے ایسے جامع اور دقیق اصول وضع کیے کہ وضع کنندگانِ حدیث کی تمام راہیں مسدود ہو گئیں۔ اس احتیاط کی نظیر کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔[1]

حدیث کے دو بنیادی حصے ہوتے ہیں: ایک "سند" اور دوسرا "متن"۔ سند اس سلسلے کو کہتے ہیں جو حدیث کے متن کو اس کے مصنف سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتا ہے۔ جبکہ متن وہ کلام ہے جس تک سند کے ذریعے رسائی حاصل ہوتی ہے۔ سند کی تحقیق میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا سند کا سلسلہ کتابِ حدیث کے مصنف سے رسول اللہ ﷺ تک متصل ہے یا نہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں شامل راویوں کی جرح و تعدیل کا جائزہ لیا جاتا ہے۔[2]

رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حدیث میں جھوٹ کی نسبت کرنے پر سخت وعید[3] کی وجہ سے، محدثین نے حدیث کے قبول و رد کے معاملے میں انتہائی احتیاط برتی۔ اسی احتیاط کے نتیجے میں فنونِ حدیث میں ایک اہم ترین فن "علم الجرح والتعدیل" بھی وجود میں آیا۔ اس علم کا مقصد احادیث بیان کرنے والے راویوں کی عدالت، ثقاہت، ضعف یا ان کے نقائص سے بحث کرنا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کون سے راوی قابلِ اعتماد ہیں اور کون سے نہیں۔ اس علم کے ذریعے نہ صرف حدیث کے متن کی صحت کی جانچ ہوتی ہے بلکہ راوی کی ذاتی حیثیت بھی واضح ہوتی ہے۔ اس طرح، یہ فن حدیث کے استنادی ڈھانچے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

مسند اور مسندِ امام اعظم کا تعارف

فن حدیث میں "مسند" اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں احادیث کو صحابہ کرام کے ناموں کی ترتیب سے جمع کیا جاتا ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ روایات کسی بھی موضوع سے متعلق ہوں۔[4] یہ ترتیب حروفِ تہجی، اسلام میں سبقت، یا نسبی شرف کے اعتبار سے ہو سکتی ہے۔ اس اسلوب کا آغاز دوسری صدی ہجری کے اواخر میں ہوا۔ مسانید کی مشہور مثالوں میں امام احمد بن حنبلؒ کی "مسند الامام احمد" شامل ہے، جس میں تقریباً 40,000 احادیث صحابہ کرام کی ترتیب پر جمع کی گئی ہیں، پہلے عشرہ مبشرہ اور پھر بقیہ صحابہ کی روایات ذکر کی گئی ہیں۔[5]

اسی طرح امام اعظم ابو حنیفہؒ سے بھی کثیر تعداد میں مسانید منقول ہیں۔ مختلف محدثین و تلامذہ نے آپ کی مرویات کو جمع کیا ہے۔ بعض ذرائع کے مطابق ان مسانید کی تعداد 15 ہے[6]، جبکہ بعض دیگر ذرائع 29 تک بتاتے ہیں[7]۔ یہ مسانید فقہ حنفی کے مستدلات کا ایک اہم

---

(1) الخطیب البغدادی، الکفایہ فی علم الروایۃ، (بیروت: دار ابن الجوزی، 1406ھ)، ص 32.

(2) محمد بن یعقوب الکلینی، اصول الکافی، (تہران: دار الکتب الاسلامیۃ، 1362ھ)، ج 1، ص 54.

(3) امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ، حدیث: 106.

(4) ابن الصلاح، مقدمۃ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، (بیروت: دار الفکر، 1986م)، ص 18.

(5) مسند الامام احمد بن حنبل، (مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ)، ج 1، ص 10۔

(6) محمد بن یوسف الصالحی الشامی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفۃ النعمان، (مکۃ المکرمۃ: دار إمام الأئمۃ، 1420ھ)، ص 255۔

(7) الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1417ھ)، ج 13، ص 384۔

حصہ ہیں اور ان کے مرتبین نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق ان کی ترتیب دی ہے۔ بعض نے فقہی ابواب کی ترتیب اپنائی جبکہ دیگر نے رواۃ کے ناموں کی ترتیب کو ملحوظ رکھا۔

اس ضمن میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ "مسند حارثی" کے نام سے دو مختلف کتب مشہور ہیں۔ ایک "مسند الحارث بن ابی اسامہ" ہے جو کہ 282 ہجری میں وفات پانے والے حارث بن ابی اسامہ کی تصنیف ہے۔[8] جبکہ دوسری کتاب، جو ہماری تحقیق کا موضوع ہے، "مسند الإمام الأعظم للحارثی" ہے، جس کے مصنف ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاریؒ ہیں جو 340 ہجری میں فوت ہوئے۔[9] اس مقالے میں زیرِ بحث رواۃ کا تعلق اسی دوسری مسند سے ہے۔

امام عبداللہ حارثیؒ اور ان کی "مسند" کا جامع تعارف

امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث، المعروف بالحارثی البخاری، ماوراء النہر سے تعلق رکھنے والے ایک نامور عالم، فقیہ اور محدث تھے۔ آپ کی ولادت 258 ہجری میں ہوئی اور آپ "استاذ" کے لقب سے معروف تھے۔ آپ نے عبد اللہ بن واصل، محمد بن لیث سرخسی، عمران بن فرینام اور فضل بن محمد شعرانی جیسے جلیل القدر اساتذہ سے علم حاصل کیا اور آپ کے شاگردوں میں حافظ ابن مندہ اور حافظ ابن عقدہ جیسے ائمہ شامل ہیں۔[10]

امام حارثی کے علمی مقام پر ائمہ کے اقوال میں تعدیل اور جرح دونوں ملتی ہیں۔ تعدیل کے حوالے سے امام ذہبی نے انہیں "عالم ماوراء النہر، محدث، امام، علامہ" قرار دیا اور کہا کہ وہ فقہ کے امام اور کثیر الحدیث تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی انہیں "حافظ الحدیث" کہا ہے۔[11]

تاہم، ان پر جرح کے اقوال بھی ملتے ہیں۔ ابن مندہ نے انہیں "غیر ثقہ" اور "لہ مناکیر" کہا۔ ابن الجوزی نے ابو سعید رواس کے حوالے سے ان پر "وضع حدیث" (حدیث گھڑنے) کا الزام لگایا[12]۔ امام عبد القادر قریشیؒ نے ان الزامات کا جواب دیتے ہوئے امام حارثیؒ کو ابن الجوزی اور ابو سعید رواس سے بڑا عالم قرار دیا ہے[13]۔ یہ تنقید اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ مسند کے مصنف بھی خود جرح وتعدیل کے ائمہ کے درمیان نزاع کا موضوع تھے۔

امام حارثیؒ کی مسند کا مکمل نام "مسند الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفيؒ" ہے، جو محدثین میں "مسند حارثی" کے نام سے معروف ہے۔ یہ کتاب 2 ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جس میں صفحات کی کل تعداد 1000 اور احادیث کی تعداد 1741 ہے۔ یہ مسند امام

(8) الذہبی، سیر أعلام النبلاء، (بیروت: مؤسسة الرسالة، 1422ھ)، ج 13، ص 394۔
(9) عبد القادر القرشی، الجواہر المضیئة فی طبقات الحنفیة، (حیدر آباد: مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامیة، 1332ھ)، ج 2، ص 249۔
(10) الذہبی، سیر أعلام النبلاء، ج 15، ص 338۔
(11) ابن حجر عسقلانی، تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة، (بیروت: دار الفکر، 1423ھ)، ص 265۔
(12) ابن الجوزی، الضعفاء والمتروکین، (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1406ھ)، ج 2، ص 119۔
(13) عبد القادر القرشی، الجواہر المضیئة فی طبقات الحنفیة، ج 2، ص 250۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ابو حنیفہؒ کی مرویات کو ان کے شیوخ کی ترتیب پر جمع کرنے کا ایک اہم کام تھا، جس کو علامہ محمد حسن سنبھلی نے امام ابو حنیفہؒ کی مسانید میں سب سے زیادہ جامع قرار دیا ہے۔[14] حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی اس مسند کا حوالہ دیتے ہوئے اس کی روایات پر اعتماد کیا ہے[15]، جو اس کی علمی قدر و قیمت کی دلیل ہے۔

مسندِ حارثی کے رواۃ پر جرح و تعدیل کے اشکالات کا تجزیاتی مطالعہ

اس بحث میں مسند حارثی کی اسانید میں موجود ان راویوں کے احوال، ان پر کی گئی جرح و تعدیل کے اقوال اور ان اشکالات کا گہرا جائزہ پیش کیا جائے گا جن کا ذکر فراہم کردہ مواد میں موجود ہے۔

عمومی ضعفاء، وہم اور تدلیس کا اشکال

اس قسم کے راوی وہ ہوتے ہیں جنہیں عام طور پر ضعیف، وہم کا شکار یا تدلیس کرنے والا قرار دیا جاتا ہے، لیکن ان پر شدید قسم کے الزامات نہیں ہوتے۔ ان کی روایات کو احتیاط کے ساتھ لیا جاتا ہے، لیکن انہیں کلی طور پر رد نہیں کیا جاتا۔

احمد بن عبد اللہ کندیؒ (ابن اللجاج)

احمد بن عبد اللہ کندی کوفی، جو "ابن اللجاج" کے نام سے مشہور تھے، مسند حارثی کی ایک سند میں پائے جاتے ہیں۔[16] ان پر محدثین کی جانب سے شدید جرح ملتی ہے۔ حافظ ابن عدی نے ان پر یہ اعتراض کیا کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے ایسی روایات بیان کرتے تھے جو "منکر" (قابلِ رد) تھیں[17]۔ امام ذہبیؒ نے بھی ان کی روایات کو "منکر بواطیل" یعنی باطل اور ناقابلِ قبول قرار دیا[18]۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے کچھ ایسی چیزیں روایت کرنے میں منفرد تھے جو دوسرے راویوں سے نہیں ملتیں[19]۔ اسی طرح امام دارقطنیؒ نے انہیں "ضعیف" کہا۔[20] ان پر یہ جرح اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ان کی روایات میں ضعف پایا جاتا تھا، خصوصاً جب وہ امام ابو حنیفہؒ سے روایت کرتے تھے۔

---

(14) محمد حسن سنبھلی، جامع الاحادیث، (برائے مقالہ پی ایچ ڈی)، (بریلی: رضا دار الاشاعت آنندوہار، 2012)، ج1، ص236۔

(15) ابن حجر عسقلانی، تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة، ص266۔

(16) ابن عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال، (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1409ھ)، ج1، ص209۔

(17) ابن عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال، ج1، ص210۔

(18) الذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، (بیروت: دار المعرفة، 1382ھ)، ج1، ص143۔

(19) ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، (ہند: مطبعة دائرة المعارف النظامية، 1326ھ)، ج1، ص30۔

(20) الدارقطنی، الضعفاء والمتروکین، (دار السلفیہ، 1406ھ)، ص45۔

یونس بن بکیر شیبانیؒ

یونس بن بکیر شیبانیؒ، جو ایک مؤرخ اور سیرت نگار تھے، ان پر بھی محدثین کی جانب سے جرح کے اقوال موجود ہیں۔ اگرچہ ابن معین نے انہیں "صدوق" کہا[21]، لیکن امام بخاریؒ اور امام ابو حاتمؒ نے انہیں "منکر الحدیث" قرار دیا[22]۔ امام ابو زرعہ نے بھی ان کی روایات پر انکار کیا[23]۔ سب سے اہم جرح امام ابو داؤد کی جانب سے سامنے آتی ہے، جنہوں نے کہا: "ليس بحجة عندي، يأخذ كلام أبي إسحاق فيوصله بالحديث" (وہ میرے نزدیک حجت نہیں ہیں، وہ ابو اسحاق کے کلام کو لیتے ہیں اور اسے حدیث کے ساتھ ملا دیتے ہیں)[24]۔ یہ اعتراض صرف راوی کے حافظے کے ضعف تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ ایک علمی بد احتیاطی کی نشاندہی کرتا ہے جہاں راوی متن کے ماخذ کو درست طور پر بیان کرنے میں ناکام رہا۔ اس طرح، محدثین کی نظر میں وہ حدیث کے متن اور غیر حدیث کے درمیان فرق کرنے میں کمزور تھے، جو ان کی روایت کی استنادی حیثیت کو کمزور کرتا ہے۔

عبد اللہ بن واقد حرانیؒ

عبد اللہ بن واقد حرانیؒ ایک اور راوی ہیں جن کی حدیثی حیثیت پر سوال اٹھائے گئے ہیں۔ امام بخاری نے ان کے بارے میں کہا: "سكتوا عنه" (لوگوں نے ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی)[25]۔ امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ نے ان کو "متروک الحدیث" قرار دیا[26]۔ امام بخاریؒ کی اصطلاح "سکتوا عنہ" بظاہر ایک ہلکی جرح معلوم ہوتی ہے، لیکن فنِ جرح و تعدیل کے ماہرین کے نزدیک یہ انتہائی شدید جرح ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ راوی کی حدیثیں مکمل طور پر ترک کر دی گئی ہیں اور وہ قابلِ احتجاج نہیں ہے۔ تاہم، امام احمد بن حنبلؒ نے انہیں "صالح" اور "لا بأس بہ" قرار دیا ہے[27]۔ یہ مختلف آراء اس بات کی دلیل ہیں کہ ایک ہی راوی کے بارے میں ائمہ کے منہج اور ان کے معیارِ قبول و رد میں فرق ہو سکتا ہے۔

شعیب بن ایوبؒ

شعیب بن ایوبؒ پر بھی جرح و تعدیل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام دار قطنیؒ نے انہیں "ثقہ" قرار دیا اور کہا کہ انہوں نے قضا کا عہدہ بھی سنبھالا تھا، جس سے ان کی علمی اور عملی حیثیت ظاہر ہوتی ہے[28]۔ دوسری جانب، امام ابو داؤد ان سے روایت کرنے میں تردد کا

(21) ابن معین، تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری، (دمشق: دار القلم، 1412ھ)، ج2، ص658۔

(22) البخاری، التاریخ الکبیر، (حیدر آباد: دار المعارف النظامیۃ، 1360ھ)، ج8، ص418۔

(23) ابو حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، (ہند: دار احیاء التراث الاسلامی، 1372ھ)، ج9، ص232۔

(24) ابو داؤد السجستانی، سؤالات الآجری، (الریاض: مکتبۃ الرشد، 1418ھ)، ص235۔

(25) البخاری، التاریخ الکبیر، ج5، ص188۔

(26) مسلم، مقدمۃ صحیح مسلم، (بیروت: دار احیاء التراث العربی)، ج1، ص6۔

(27) ابن ابی حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، ج5، ص189۔

(28) الدار قطنی، سؤالات السلمی، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1407ھ)، ص181۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں جب ان سے روایت کرتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کو مذموم سمجھتے تھے[29]۔ ابن حبان نے ان کو "یخطئ ویدلس"[30] (غلطیاں کرنے والا اور تدلیس کرنے والا) قرار دیا اور کہا کہ ان کی منکر روایات تدلیس کا نتیجہ تھیں۔ ایک "مدلس" راوی کی حیثیت کا تعین اس بات پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ کس حد تک تدلیس کرتا تھا اور کیا وہ اپنی روایت میں "حدثنا" یا "سمعت" جیسے صریح الفاظ استعمال کرتا تھا یا "عن" جیسے غیر صریح الفاظ۔ یہ اختلاف اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ایک راوی کی حیثیت کو جانچنے کے لیے کئی پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہے۔

شدید اشکالات: وضعِ حدیث، کذب اور سوءِ حفظ

اس بحث میں ان راویوں کا جائزہ لیا جائے گا جن پر وضعِ حدیث (حدیث گھڑنے)، جھوٹ بولنے، یا شدید سوءِ حفظ جیسے سنگین الزامات تھے۔ ایسے راویوں کی روایات کو بالاتفاق رد کر دیا جاتا ہے۔

نعیم بن حمادؒ

نعیم بن حمادؒ، جو امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ کے استاد ہیں، ان کے حالات میں شدید تضاد پایا جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے انہیں "ثقہ" اور "صدوق" قرار دیا ہے[31]۔ تاہم، امام نسائیؒ نے انہیں "لیس بثقہ" (ثقہ نہیں) کہا[32] اور امام دار قطنیؒ نے انہیں "کثیر الوہم" (بہت زیادہ وہم کرنے والا) قرار دیا[33]۔ سب سے سنگین جرح جو ان پر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ان پر وضعِ حدیث کا الزام لگایا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ "تقویۃ السنۃ" (سنت کو تقویت دینے) کے لیے احادیث وضع کرتے تھے،[34] اور "حکایات فی ثلب ابی حنیفۃ" (امام ابو حنیفہؒ کی مذمت میں جھوٹی کہانیاں) گھڑتے تھے۔[35]

یہ الزامات نہ صرف ان کی حدیثی حیثیت کو ختم کرتے ہیں بلکہ ان کے علمی تعصب کی بھی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس طرح کی جرح کو "جرح مفسر" (واضح جرح) کہا جاتا ہے، اور اصولِ حدیث کے مطابق جب کسی راوی پر واضح جرح کی وجہ معلوم ہو، تو اس کو ان لوگوں کی مبہم توثیق پر ترجیح دی جاتی ہے جنہوں نے جرح کی وجہ بیان نہیں کی۔ اس مثال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محدثین کے درمیان ایک راوی کی حیثیت پر اختلاف کی بنیادی وجہ ان کے منہج کا فرق اور بعض اوقات نظریاتی تعصب بھی تھا۔

---

(29) ابو داؤد، سوالات ابن ابی داؤد، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1407ھ)، ص 15۔

(30) ابن حبان، المجروحین من المحدثین، (حلب: دار النشر، 1396ھ)، ج 1، ص 344۔

(31) ابن ابی حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، ج 8، ص 471۔

(32) النسائی، ضعفاء النسائی، (حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1400ھ)، ص 51۔

(33) الدار قطنی، الضعفاء والمتروکین، ص 47۔

(34) ابن عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال، ج 7، ص 24۔

(35) الذھبی، سیر أعلام النبلاء، ج 10، ص 604۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ابو مقاتل حفص بن سلمؒ

ابو مقاتل حفص بن سلمؒ، جو مسند حارثی میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں، ان پر بھی شدید ترین جرح کی گئی ہے۔ امام ابن حبانؒ نے ان کے بارے میں کہا: "یأتي بالأشیاء المنکرة التي لا أصل لها"[36] (وہ ایسی منکر چیزیں لاتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں) اور یہ بھی کہا کہ ان کی روایات "قابلِ احتجاج" نہیں ہیں۔ امام ابن عدیؒ نے انہیں "غیر معتمد" (نا قابلِ اعتماد) قرار دیا، جبکہ امام وکیع نے ان کی تکذیب کی اور انہیں متروک الحدیث قرار دیا۔[37] امام قتیبہؒ نے ان کو بہت کمزور کہا اور یہ بھی بیان کیا کہ انہیں پتہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ کیا روایت کر رہے ہیں۔[38] یہ تمام اقوال اس بات کی طرف واضح اشارہ کرتے ہیں کہ ابو مقاتل حفص بن سلمؒ حدیث کے معاملے میں انتہائی کمزور تھے اور ان کی روایات کو بالاتفاق رد کیا جاتا ہے۔[39]

مقاتل بن سلیمانؒ

مقاتل بن سلیمانؒ ایک دلچسپ اور اہم مثال ہیں۔ ایک طرف وہ تفسیر کے بڑے عالم تسلیم کیے جاتے تھے اور امام شافعیؒ جیسے ائمہ ان کی تفسیر کی تعریف کرتے ہوئے کہتے تھے کہ "من أراد التفسـ یر فعلیه بمقاتل بن سـ لیمان"[40] (جو تفسیر کا ارادہ رکھتا ہو، اسے مقاتل سے رجوع کرنا چاہیے)۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کسی بھی عالم کی فضیلت کسی ایک فن میں ہو سکتی ہے اور اس کی وجہ سے اسے دوسرے فن میں بھی ماہر نہیں سمجھا جا سکتا۔

دوسری جانب، محدثین کی ایک بڑی جماعت نے انہیں حدیث کے معاملے میں شدید ترین جرح کا نشانہ بنایا ہے۔ امام بخاریؒ نے ان کے بارے میں کہا: "لا شـيء البتة" (وہ بالکل کچھ نہیں ہیں)،[41] جبکہ امام ابن حبانؒ نے ان پر "وضع حدیث" (حدیث گھڑنے) کا الزام لگایا اور ان پر "تجسیم" (اللہ کو مخلوق کے مشابہ قرار دینے) کے عقیدہ کا بھی الزام لگایا۔[42] امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ نے بھی ان پر "افراط" کا الزام لگایا، یعنی وہ تشبیہ میں بہت آگے بڑھ گئے تھے۔[43] امام وکیع نے تو انہیں "کذاب" (بہت بڑا جھوٹا) تک قرار دے دیا۔ یہ تمام اقوال اس بات کا ثبوت ہیں کہ مقاتل بن سلیمانؒ کا شمار حدیث کے ضعیف اور نا قابلِ اعتبار راویوں میں ہوتا ہے، اور یہ ایک بہترین مثال ہے کہ ایک عالم کی مختلف فنون میں حیثیت مختلف ہو سکتی ہے۔

---

(36) ابن حبان، المجروحین من المحدثین، ج1، ص268۔

(37) ابن عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال، ج2، ص345۔

(38) ابن ابی حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، ج3، ص53۔

(39) ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج2، ص380۔

(40) الذھبی، سیر أعلام النبلاء، ج7، ص201۔

(41) البخاری، التاریخ الکبیر، ج8، ص26۔

(42) ابن حبان، المجروحین من المحدثین، ج3، ص44۔

(43) ابن ابی حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، ج8، ص362۔

اشکالات پر علمی جوابات اور ائمہ کی آراء میں تطبیق کا منہج

ائمہ جرح وتعدیل کے منہج میں تفاوت اور اس کی وجوہات

فنِ جرح وتعدیل کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ اس کے ائمہ کے منہج اور ان کے معیارات میں فرق ہوتا ہے۔ ان ائمہ کو تین بنیادی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

* **متشدد:** وہ جو معمولی غلطی پر بھی شدید جرح کر دیتے ہیں، جیسے شعبہ، یحییٰ بن معین، اور نسائی۔
* **متساہل:** وہ جو بعض اوقات راوی کی توثیق میں نرمی اختیار کرتے ہیں، جیسے ابن حبان۔
* **معتدل:** وہ جو انصاف اور توازن کے ساتھ جرح وتعدیل کرتے ہیں، جیسے امام احمد بن حنبل اور ابن حجر عسقلانی۔ (44)

اس تفاوت کی وجہ سے ایک ہی راوی پر مختلف آراء کا پایا جانا غیر معمولی نہیں ہے۔ مثلاً، امام بخاریؒ کی اصطلاحات میں ایک خاص نزاکت پائی جاتی ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ "سکتوا عنه" (لوگوں نے اس پر خاموشی اختیار کی) یا "فيه نظر" (اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے) بظاہر ہلکے الفاظ ہیں، (45) لیکن فنِ جرح وتعدیل کے ماہرین ان کو انتہائی شدید جرح سمجھتے ہیں اور ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ راوی کی حدیثوں کو مکمل طور پر ترک کر دینا چاہیے۔ اس کے برعکس، جب امام بخاریؒ کسی پر شدید جرح کرنا چاہتے تھے، تو وہ براہ راست "کذاب" یا "وضاع" نہیں کہتے تھے، بلکہ کہتے تھے "كذبه فلان" یا "رماه فلان" (اسے فلاں نے جھوٹا کہا)۔ (46)

اسی طرح فقہی مذاہب کا جرح وتعدیل کے منہج پر بھی اثر پڑا۔ احناف کا حدیث کے معاملے میں اپنا مخصوص منہج تھا، جو اکثر اہل الحدیث کے منہج سے مختلف تھا۔ احناف احادیث کو قبول کرنے میں انتہائی احتیاط برتتے تھے اور سند کے ساتھ ساتھ متن اور دوسرے دلائل کا گہرا جائزہ لیتے تھے۔ یہ احتیاط بعض اوقات اس غلط فہمی کا باعث بنتی تھی کہ وہ حدیث میں کمزور ہیں۔ تاہم، ان کا یہ منہج دراصل کثرت سے موجود ضعیف اور موضوع روایات کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ (47) اسی وجہ سے احناف کا یہ اصول رہا کہ اگر کسی حدیث کا ضعف شدید نہ ہو تو وہ قیاس پر بھی مقدم ہوگی۔ اس پس منظر کو سمجھنے سے بہت سی جرح وتعدیل کے اختلافات کی وجوہات سامنے آتی ہیں۔

مسندِ حارثی کے رواۃ کے دفاع میں پیش کیے گئے جوابات

مسند حارثی کے رواۃ پر کیے گئے بیشتر اشکالات کا جواب ائمہ جرح وتعدیل کے اپنے منہج اور اصولوں سے ہی دیا جا سکتا ہے۔ ان جوابات کی بنیاد میں درج ذیل اصول شامل ہیں:

---

(44) شعیب الارناؤوط، قواعد الجرح والتعدیل، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1424ھ)، ص 114۔

(45) السخاوی، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1403ھ)، ج 1، ص 221۔

(46) السخاوی، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی، ج 1، ص 222۔

(47) ابن عبد البر، جامع بیان العلم وفضلہ، (بیروت: دار ابن حزم، 1415ھ)، ج 2، ص 125۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

- **جرحِ مفسر مقدم ہے تعدیلِ مبہم پر**: اس اصول کے مطابق جب کسی راوی پر جرح کی واضح وجہ (جیسے جھوٹ بولنا یا تدلیس) بیان کی جائے تو اسے قبول کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر جرح مبہم ہو (صرف "ضعیف" کہنا) اور اس کے مقابلے میں توثیق کرنے والے ائمہ زیادہ ہوں تو تعدیل کو ترجیح دی جاتی ہے۔(48)

احمد بن عبد اللہ کندیؒ:

ان پر اگرچہ "منکر روایات" کا اشکال تھا، لیکن یہ اشکال اس وقت دور ہو جاتا ہے جب کوئی دوسرے ثقہ راوی بھی وہی حدیث روایت کر دیں۔ یہ امر اس بات کی دلیل ہے کہ اس اشکال کو راوی کی ذاتی حیثیت سے زیادہ اس کی روایت کے انفرادی مقام کے ساتھ جوڑ کر دیکھنا چاہیے۔(49)

یونس بن بکیر شیبانیؒ:

امام ابوداؤد کی جرح کہ وہ غیر حدیث کو حدیث سے ملا دیتے تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ راوی کے ضبط کا مسئلہ ہے، اس کی عدالت کا نہیں۔(50) چنانچہ ان کی روایات میں اگر کوئی ایسا اختلاط پایا جائے تو اسے الگ کر کے باقی کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ ان پر اس طرح کی جرح ان کے تمام روایات کو بالکلیہ رد کرنے کا جواز نہیں بنتی۔

نعیم بن حمادؒ:

نعیم بن حمادؒ پر سب سے زیادہ شدید جرح "وضع حدیث" اور امام ابو حنیفہؒ پر طعن کی تھی۔(51) تاہم، یہ جرح دراصل نظریاتی اختلاف کی پیداوار تھی۔ جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے بھی کہا کہ ابن مندہ ان کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ،(52) اس جرح کے مقابلے میں امام احمد بن حنبلؒ اور امام یحییٰ بن معینؒ جیسے ائمہ کا انہیں "ثقہ" کہنا ان کی حیثیت کو مکمل طور پر ساقط نہیں ہونے دیتا۔(53) اس اختلاف کو حل کرنے کے لیے بعض محققین نے یہ کہا ہے کہ ان کی توثیق ان کے وہم اور تدلیس کی طرف اشارہ کرتی ہے نہ کہ کذب کی۔ یہ حقیقت اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ بعض صورتوں میں جرح کے الفاظ کی شدت، حقیقت میں راوی کی کمزوری کی نوعیت کے بجائے ائمہ کے آپس میں فقہی اور کلامی اختلافات کی نشاندہی کرتی تھی۔

---

(48) السخاوی، فتح المغیث، ج1، ص215۔

(49) ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج1، ص30۔

(50) ابو داؤد، سؤالات الآجری، ص235۔

(51) النسائی، ضعفاء النسائی، ص51۔

(52) الذھبی، سیر أعلام النبلاء، ج10، ص596۔

(53) ابن ابی حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، ج8، ص471۔

مقاتل بن سلیمانؒ:

مقاتل بن سلیمانؒ کی صورت میں جواب انتہائی واضح ہے۔ ان کی علمی حیثیت اور محدثانہ حیثیت کے درمیان تفریق کرنا ضروری ہے۔ وہ ایک عظیم مفسر ضرور تھے، لیکن ان کی حدیثی روایات پر محدثین کا اتفاق تھا کہ وہ انتہائی ضعیف اور ناقابلِ قبول ہیں۔ اس لیے ان کی مسند میں شامل روایات کو ان کی تفسیری حیثیت کی بنیاد پر قبول نہیں کیا جا سکتا۔[54]

زفر بن ہذیلؒ:

زفر بن ہذیلؒ پر ابن سعد کی جرح کہ وہ حدیث میں "کچھ نہیں تھے" (لم يكن في الحديث بشيء)،[55] یہ ایک مبہم جرح ہے۔ اس کے مقابلے میں یحییٰ بن معین اور ابو نعیمؒ نے انہیں "ثقہ" اور "مأمون" قرار دیا۔[56] اس صورت میں ائمہ کے اصول کے مطابق مبہم جرح کے مقابلے میں تعدیل کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ، امام ابو نعیمؒ کا یہ قول کہ زفرؒ حدیث کے ناسخ و منسوخ کو سمجھتے تھے، اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں حدیث کی گہری سمجھ تھی۔ یہ اختلاف اس حقیقت کا ایک مظہر ہے کہ بعض اوقات ایک فقیہ کی محدثانہ حیثیت کو کم تر سمجھا جاتا تھا، حالانکہ اس کی علمیت کا تعلق دونوں فنون سے ہوتا تھا۔[57]

خلاصہ بحث، نتائج اور تجاویز

مسندِ حارثی کے رواۃ کی عمومی حیثیت اور استنادی مقام

مسند حارثی کے رواۃ کا یہ تجزیاتی جائزہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ یہ کتاب جہاں ثقہ اور معتبر راویوں کی ایک بڑی تعداد پر مشتمل ہے، وہیں اس میں ایسے راوی بھی موجود ہیں جن کی حیثیت پر محدثین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اور بعض پر شدید جرح بھی کی گئی ہے۔

مسندِ حارثی کے مجروح رواۃ کا تقابلی جدول

راوی کا نام	ان پر جرح کے الفاظ	جرح کرنے والے ائمہ	توثیق کے الفاظ	توثیق کرنے والے ائمہ
احمد بن عبد اللہ کندیؒ	منکر، باطل روایات	ابن عدی، ذہبی، دار قطنی	کوئی نہیں	کوئی نہیں
یونس بن بکیر شیبانیؒ	منکر الحدیث، ضعیف	بخاری، ابو حاتم، ابو داؤد	صدوق	ابن معین
عبد اللہ بن واقد حرانیؒ	متروک الحدیث	مسلم، نسائی	لا بأس بہ، صالح	احمد بن حنبل

(54) الذھبی، سیر أعلام النبلاء، ج7، ص202۔

(55) ابن سعد، الطبقات الکبری، (بیروت: دار صادر، 1968م)، ج6، ص382۔

(56) ابن ابی حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، ج3، ص648۔

(57) ابو نعیم الاصفھانی، ذکر اخبار اصفھان، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1406ھ)، ج1، ص30۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

شعیب بن ایوبؒ	یخطئ، یدلس	ابن حبان	ثقة	دار قطنی
نعیم بن حمادؒ	یضع الحدیث، لیس بثقة	نسائی، ابن عدی	ثقة، صدوق	احمد، ابن معین
ابو مقاتل حفص بن سلمؒ	منکر، لا أصل لها	ابن حبان، ابن عدی، وکیع	کوئی نہیں	کوئی نہیں
مقاتل بن سلیمانؒ	کذاب، دجال، یضع الحدیث	وکیع، ابن حبان، بخاری	عالم بالتفسیر	شافعی، ابن عدی
زفر بن ہذیلؒ	لم یکن في الحدیث بشيء	ابن سعد	ثقة، مأمون	ابن معین، ابو نعیم

نمایاں نتائج

* **رواۃ کی حیثیت میں تفاوت:** مندرجہ بالا بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسند حارثی کی اسانید میں موجود راویوں کی استنادی حیثیت یکساں نہیں ہے۔ ان میں سے بعض "ثقہ" اور "صدوق" کی صف میں شامل ہیں جبکہ کچھ ایسے بھی ہیں جو "ضعیف" یا "متروک" کے درجے پر ہیں۔
* **منہج کا اختلاف:** ائمہ جرح و تعدیل کے درمیان راویوں کی حیثیت کے تعین پر اختلاف کا ایک اہم سبب ان کے منہج کا تفاوت تھا۔ اس اختلاف کو سمجھ کر ہی ہم ان رواۃ کے بارے میں متضاد آراء کو درست تناظر میں دیکھ سکتے ہیں۔
* **فقہی و کلامی تعصب:** بعض راویوں پر کی گئی جرح کا تعلق ان کے فقہی یا کلامی عقائد سے بھی نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر، نعیم بن حمادؒ پر وضعِ حدیث کا الزام ان کے امام ابو حنیفہؒ پر طعن کی وجہ سے لگایا گیا، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علمی دنیا میں ذاتی یا گروہی تعصب بھی اثر انداز ہو سکتا تھا[9]۔
* **علمی تخصص کا فرق:** مقاتل بن سلیمانؒ کی مثال یہ ثابت کرتی ہے کہ ایک عالم کی مہارت کسی ایک فن میں ہو سکتی ہے، جبکہ دوسرے میں اس کی حیثیت کمزور ہو۔ محدثین نے ان کی حدیثی حیثیت کو ان کی تفسیری مہارت سے الگ کر کے دیکھا۔

مجموعی طور پر، ہماری یہ بحث و تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ مسند حارثی ایک اہم علمی ذخیرہ ہے جس میں محتاط اور ثقہ راویوں کی کثرت ہے، لیکن اس کی تمام روایات کو انفرادی طور پر جرح و تعدیل کے اصولوں پر پرکھنا ضروری ہے۔

مصادر و مراجع

* ابن الجوزی، عبد الرحمٰن بن علی۔ الضعفاء والمتروکین۔ بیروت: دار الکتب العلمیة، 1406ھ۔
* ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی۔ تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة۔ بیروت: دار الفکر، 1423ھ۔
* ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی۔ تہذیب التہذیب۔ ہند: مطبعة دائرة المعارف النظامیة، 1326ھ۔
* ابن سعد، محمد بن سعد۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت: دار صادر، 1968م۔
* ابن صلاح، عثمان بن عبد الرحمٰن۔ مقدمة ابن الصلاح في علوم الحدیث۔ بیروت: دار الفکر، 1986م۔
* ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ۔ جامع بیان العلم وفضلہ۔ بیروت: دار ابن حزم، 1415ھ۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

* ابن عدی، عبد اللہ بن عدی۔ الکامل فی ضعفاء الرجال۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1409ھ۔
* ابن عیینہ، یحیٰ بن معین۔ تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری۔ دمشق: دار القلم، 1412ھ۔
* ابن قتیبہ، عبد اللہ بن مسلم۔ المجروحین من المحدثین۔ حلب: دار النشر، 1396ھ۔
* ابو داؤد السجستانی، سلیمان بن اشعث۔ سؤالات الآجری۔ الریاض: مکتبۃ الرشد، 1418ھ۔
* ابو داؤد السجستانی، سلیمان بن اشعث۔ سوالات ابن ابی داؤد۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1407ھ۔
* ابو حاتم الرازی، محمد بن ادریس۔ الجرح والتعدیل۔ ہند: دار احیاء التراث الاسلامی، 1372ھ۔
* ابو نعیم الاصفھانی، احمد بن عبد اللہ۔ ذکر اخبار اصفھان۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1406ھ۔
* البخاری، محمد بن اسماعیل۔ التاریخ الکبیر۔ حیدر آباد: دار المعارف النظامیۃ، 1360ھ۔
* البخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح بخاری۔ بیروت: متعدد مطبوعات۔
* الخطیب البغدادی، احمد بن علی۔ الکفایہ فی علم الروایۃ۔ بیروت: دار ابن الجوزی، 1406ھ۔
* الخطیب البغدادی، احمد بن علی۔ تاریخ بغداد۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1417ھ۔
* الدار قطنی، علی بن عمر۔ الضعفاء والمتروکین۔ دار السلفیہ، 1406ھ۔
* الدار قطنی، علی بن عمر۔ سؤالات السلمی۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1407ھ۔
* الذہبی، شمس الدین۔ سیر أعلام النبلاء۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1422ھ۔
* الذہبی، شمس الدین۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1382ھ۔
* السخاوی، شمس الدین۔ فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1403ھ۔
* شعیب الارناؤوط۔ قواعد الجرح والتعدیل۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1424ھ۔
* عبد القادر القرشی۔ الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیۃ۔ حیدر آباد: مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ، 1332ھ۔
* محمد بن حسن سنبھلی۔ جامع الاحادیث۔ بریلی: رضا دار الاشاعت آنند وہار، 2012۔
* محمد بن یعقوب الکلینی۔ اصول الکافی۔ تہران: دار الکتب الاسلامیۃ، 1362ھ۔
* محمد بن یوسف الصالحی الشامی۔ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان۔ مکہ مکرمہ: دار إمام الأئمۃ، 1420ھ۔
* مسلم بن حجاج۔ صحیح مسلم (مقدمہ)۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، بلا تاریخ۔
* النسائی، احمد بن شعیب۔ ضعفاء النسائی۔ حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1400ھ۔
* مسند الامام احمد بن حنبل۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ۔